

7989- لڑکی نے ولی کے بغیر شادی کر لی

سوال

میں اجنبی ملک میں رہائش پذیر ہوں اور کسی اور ملک کی ایک نصرانی لڑکی سے شادی کی ہے، ہم دونوں کا اس ملک میں کوئی بھی قریبی رہائش پذیر نہیں، میں نے اسے شادی کا پیغام دیا تو وہ شادی پر رضامند ہو گئی بعد میں ہمارا اہتمام و قبول بھی ہوا لیکن میں مہر دینا بھول گیا اور بعد میں اسے کچھ رقم دی، اس لڑکی کا کوئی وصی نہیں وہ بالغ اور بااختیار ہے، اور اس شادی کے کوئی گواہ بھی نہیں۔

تو کیا یہ شادی صحیح ہے، ہم نے معاشرے کے رسم و رواج سے ہٹ کر صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے شادی کی تھی، اس خدشہ سے کہ کہیں ہماری یہ شادی غلط نہ ہو ایک دوسرے کو طلاق دے دی، تو کیا ایسا کرنا صحیح تھا، اور کیا اب گواہوں اور اس کے کسی ولی کی موجودگی میں عقد نکاح کرنا واجب ہوگا؟

پسندیدہ جواب

اول :

جمہور علماء کرام جن میں امام شافعی، امام احمد، امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کا مسلک ہے کہ کسی بھی مرد کے لیے حلال نہیں کہ وہ عورت سے اس کے ولی کے بغیر شادی کرے چاہے وہ عورت کنواری ہو یا شادی شدہ۔

ان کے دلائل میں مندرجہ ذیل آیات شامل ہیں :

اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا فرمان ہے :

﴿اور تم انہیں اپنے خاوندوں سے شادی کرنے سے نہ روکو﴾۔

اور ایک دوسرے مقام پر کچھ اس طرح فرمایا :

﴿اور مشرکوں سے اس وقت تک شادی نہ کرو جب تک وہ ایمان نہیں لے آتے﴾۔

اور ایک مقام پر یہ فرمایا :

﴿اور اپنے میں سے بے نکاح مرد و عورت کا نکاح کر دو﴾۔

ان آیات میں نکاح میں ولی کی شرط بیان ہوئی ہے اور اس کی وجہ دلالت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان سب آیات میں عورت کے ولی کو عقد نکاح کے بارہ میں مخاطب کیا ہے اور اگر معاملہ ولی کا نہیں بلکہ صرف عورت کے لیے ہوتا تو پھر اس کے ولی کو مخاطب کرنے کی ضرورت ہی نہیں تھی۔

امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ کی فقہ ہے کہ انہوں نے اپنی صحیح بخاری میں ان آیات پر یہ کہتے ہوئے باب باندھا ہے (باب من قال) ”لانکاح الا بولی“ بغیر ولی کے نکاح نہیں ہونے کے قول کے بارہ میں باب۔

اور حدیث میں بھی یہ وارد ہے کہ: ابو موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(ولی کے بغیر نکاح نہیں ہوتا) سنن ترمذی حدیث نمبر (1101) سنن ابوداؤد حدیث نمبر (2085) سنن ابن ماجہ حدیث نمبر (1881)۔

علامہ البانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے صحیح سنن ترمذی (318/1) میں اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔

اور امام المؤمنین عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(جو عورت بھی اپنے ولی کے بغیر نکاح کرے اس کا نکاح باطل ہے، اس کا نکاح باطل ہے، اور اگر (خاوند نے) اس سے دخول کر لیا تو اس سے نفع حاصل اور استتاع کرنے کی وجہ سے اسے مہر دینا ہوگا، اور اگر وہ آپس میں جھگڑا کریں اور جس کا ولی نہیں حکمران اس کا ولی ہوگا) سنن ترمذی حدیث نمبر (1102) سنن ابوداؤد حدیث نمبر (2083) سنن ابن ماجہ حدیث نمبر (1879) علامہ البانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ارواء الغلیل (1840) میں اسے صحیح قرار دیا ہے۔

حدیث میں اشتر واکا معنی تنازع عوا یعنی تنازع ہے۔

دوم:

اگر عورت کا ولی اسے اپنی پسند کی شادی بغیر کسی عذر کے نہیں کرنے دیتا تو اس کی ولایت ختم ہو کر اس کے نزدیکی کے منتقل ہو جائے گی مثلاً باپ کی بجائے دادا ولی بن جائے گا۔

سوم:

اور اگر اس کے سب اولیاء نے اسے بغیر کسی عذر شرعی کے شادی کرنے سے روکا تو سابقہ حدیث کی وجہ سے حکمران ولی بنے گا کیونکہ حدیث میں ہے (۔۔۔) اگر وہ جھگڑا کریں تو جس کا ولی نہ ہو حکمران اس کا ولی ہے)۔

چہارم:

اگر نہ تو ولی ہو اور نہ ہی حکمران تو پھر وہ شخص اس کی شادی کرے گا جسے سلطہ اور اختیار حاصل ہو مثلاً گاؤں کا نمبردار، یا گورنر، وغیرہ، اور اگر یہ بھی نہ ہوں تو وہ عورت اپنی شادی کے لیے کسی مسلمان امین شخص کو اپنی شادی کے لیے وکیل بنائے۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں:

اگر نکاح کا ولی نہ ہو تو اس حالت میں ولایت اس شخص کی طرف منتقل ہوگی جسے نکاح کے علاوہ دوسرے معاملات میں ولایت حاصل ہو مثلاً گاؤں کا نمبردار، یا قافلے کا امیر وغیرہ۔
دیکھیں الاختیارات ص (350)۔

اور ابن قدامہ مقدسی رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں:

اگر عورت کا ولی نہ ہو اور نہ ہی حکمران ملے تو امام احمد کا قول ہے کہ اس عورت کی اجازت سے کوئی عادل شخص اس کی شادی کر دے۔ دیکھیں المغنی (362/9)۔

اور شیخ عمر الاشقر کہتے ہیں:

جب مسلمانوں کی طاقت ختم ہو جائے اور انہیں سلطہ حاصل نہ ہو یا پھر عورت کسی ایسی جگہ رہتی ہو جہاں پر مسلمان اقلیت میں ہوں اور انہیں کوئی اختیار نہ ہو ان کا حکمران نہ ہو اور عورت کا ولی بھی نہ ہو جس طرح کے امریکہ وغیرہ میں مسلمان بستے ہیں۔

اگر ان ممالک میں اسلامی تنظیمیں ہوں جو مسلمانوں کے حالات کا خیال رکھتی ہوں تو یہی تنظیم بھی اس عورت کا شادی کرے گی، اور اسی طرح اگر مسلمانوں کا کوئی ایسا امیر ہو جس کی بات تسلیم کی جاتی ہو اور وہ اس کی اطاعت ہوتی ہو یا کوئی مسئول جو اس کے حالات کی دیکھ بھال کرتا ہو وہ عورت کا ولی بنے گا۔ دیکھیں: الواضع فی شرح قانون الاحوال الشخصية الاردنی ص (70)۔

عقد نکاح میں واجب اور ضروری ہے کہ دو عدداً قائل بالغ مسلمان اس عقد نکاح کی گواہی دیں۔ آپ اس کی تفصیل دیکھنے کے لیے سوال نمبر (2127) کے جواب کا مطالعہ کریں۔

اس لیے آپ کی پہلی شادی باطل تھی اب آپ کو دوبارہ نکاح کرنا چاہیے اور اس میں عورت کے ولی اور دو گواہوں کا ہونا ضروری ہے جیسا کہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے۔

واللہ اعلم۔